السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک لڑکی کا باپ افریقہ میں ہے۔کیا ایسی صورت میں باپ کی توکیل کے بغیر لڑکی کا نانا اس کا نکاح مناسب جگہ کرسکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

باپ ولی اقرب ہے اورنانا ولی ابعد والترتیب فی العصبات فی ولایۃ النکاح کالترتیب فی الارث فالابعد محجوب بالاقرب (ہدایۃ292/2) وعند العصبۃ کال قریب یرث الصغیر والصغیر من ذوی الارحام یملک تزویجہا فی ظاہر الروایۃ عند ابی حنیفۃ(عالمگیری 13/2) ہاں اگر ولی اقرب غائب ہو بغیبت منقطعہ تو ولایت نکاح ولی ابعد کی طرف منتقل ہوجاتی ہے یعنی : ولی اقرب کی غیبت کی حالت میں بغیر اس کے وکیل بنانے اوراجازت دینے کے ولی ابعد اپنی (ولایت میں لڑکی کا نکاح کرسکتا ہے فاذا غاب الولی الاقرب غیبۃ منقطعۃ جاز من ہو اَبعد عنہ اَن یزوجہ (ہدایہ 229/2) ثم قدر الغیبۃ بمسافۃ القصر وہو اختیار اکثر المتاخرین وعلیہ الفتوی (عالمکیري 13/2

صورت مسؤلہ میں اگر بجز باپ اورنانا کے لڑکی کے عصبات میں مثل داد بھائی بھتیجاچچاچچازاد بھائی وغیرہ کے کوئی نہیں ہے تو اس کا نانا بغیر باپ کی توکیل واجازت کے اپنی ولایت میں اس کا نکاح کرسکتا ہے کما یظہر من العبارت الذکورۃ سلسلہ رسل ورسائل کی سہولت کی وجہ سے باپ سے موثق تحریری اجازت حاصل کرنی مشکل نہیں ہے اس سے مناسب اور بہتر یہ ہے کہ خط وکتابت کرکے اس لئے باقاعدہ اجازت نامہ حاصل کرلیا جائے۔محدث

آپ نے لکھا ہے کہ : اس لڑکی کی نسبت وعقد نکاح کے سلسلہ میں باپ کو لکھا جاتا ہے تو وہ کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دیتا۔

باپ کی طرف سے اطمینان بخش جواب نہ آنا ایک گول مول اور مبہم بات ہے۔ایسے سوالات میں صورت واقعہ پوری طور پر کھول کر بیان کردینا چاہیئے ولایت نکاح کی بنیاد قرابت کے ساتھ نظر وشفقت پر ہے۔باپ داد کا طرز عمل نظر وشفقت کے خلاق ہے تو ولایت نکاح لڑکی کے اولیا ابعد (بھائی پھر بھتیجا پھرچچاپھرچچازاد بھائی) کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔ان کی اجازت ومشورہ کے بعد لڑکی سے اذن حاصل کرکے اس کے نانا یا ماموں جہاں مناسب سمجھیں اس کا نکاح کرسکتے ہیں۔بعض دفعہ ایسے مواقع میں نکاح کے بعد باپ وغیرہ شر وفتنہ اور خلاف وشقاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس لئے ننھیال والوں کو اس سے بچاؤ کا خیال رکھنا ہوگا۔واللہ واعلم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب النکاح

صفحہ نمبر 206

محدث فتویٰ